بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز کی تکبیراتِ انتقالات (رکوع و سجدہ کی تکبیر) سنت مؤکدہ ہیں یا غیر مؤکدہ؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ تکبیرِ انتقال یعنی رکوع میں جاتے وقت، یونہی سجدے میں جاتے وقت یا سجدے سے اٹھتے وقت جو تکبیر کہی جاتی ہے، یہ سنتِ مؤکدہ ہے یا غیر مؤکدہ؟

جواب

تکبیراتِ انتقال سنت مؤکدہ ہیں۔ عام کتبِ فقہ میں تکبیراتِ انتقال کے متعلق صراحت کے ساتھ منقول ہے کہ یہ سنت ہیں، لیکن سنتِ مؤکدہ ہیں یا غیر مؤکدہ اس کی صراحت نہیں ملی۔ ہاں! شرحِ حدیث مرقاۃ المفاتیح میں سلطان العلماء علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ نے اس کی صراحت فرمائی کہ یہ سنتِ مؤکدہ ہیں۔

تکبیر انتقال کے سنت ہونے کے متعلق شرح مختصر الکرخی، بدائع الصنائع، شرح الوقایہ اور اس کے حاشیہ عمدۃ الرعایہ میں ہے،

والنص للآخر: "(ثم یکبر للرکوع) وھذا التکبیر و کذا تکبیر جمیع الانتقالات سنۃ ثابتۃ بأحادیث کثیرۃ"

ترجمہ: (پھر رکوع کے لیے تکبیر کہے) اور یہ تکبیر اور اسی طرح تمام انتقالات (ایک رکن سے دوسرے رکن میں جانے) کی تکبیریں سنت ہیں جو کثیر احادیث سے ثابت ہیں۔ (عمدۃ الرعایہ علی شرح الوقایہ، ج 2، ص 92، دار الکتب العلمیۃ)

علامہ علی قاری رحمہ اللہ تکبیراتِ انتقالات کے سنتِ مؤکدہ ہونے کے متعلق لکھتے ہیں:

"التکبیرات التی للانتقال من السنن المؤکدۃ"

ترجمہ: تکبیراتِ انتقال سننِ مؤکدہ میں سے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح، ج 2، ص 659، دار الفکر، بیروت)

اور درج ذیل دلائل و قرائن سے علامہ علی قاری رحمہ اللہ کی اس صراحت کی تائید ہوتی ہے:

(1) کسی فعل پر نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا ہمیشہ عمل فرمانا یا کبھی کبھار کرنا ہی سنت کے مؤکدہ اور غیر مؤکدہ ہونے کے درمیان فرق کرنے والا اصل ضابطہ ہے اور کسی سنت پر ہمیشگی ہی اسے مؤکدہ بناتی ہے۔ اس اصول کے پیشِ نظر دیکھا جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنے وصال تک ہمیشہ نماز کے دوران ایک رکن سے دوسرے رکن میں جاتے وقت تکبیراتِ انتقال کہی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے ایک بار بھی ان کا چھوڑنا ثابت نہیں، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تکبیرِ انتقال سنتِ مؤکدہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا ہمیشہ عمل فرمانا یا کبھی کبھار کرنا ہی سنت کے مؤکدہ اور غیر مؤکدہ ہونے کے درمیان فرق کرنے والا اصل ضابطہ ہے، جیسا کہ الوجیز فی اصول الفقہ میں ہے:

"السنة المؤكدة: والضابط لهذا القسم أنه ما واظب عليه النبي صلى الله عليه وسلم ولم يتركه إلا نادرا ليبين جواز الترك۔۔۔السنة غير المؤكدة: والضابط لهذا القسم أنه مالم يواظب عليه النبي صلى الله عليه وسلم، وإنما كان يفعله النبي في بعض الأحيان"

ترجمہ: **سنتِ مؤکدہ**: اس قسم کا ضابطہ یہ ہے کہ جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ہمیشگی فرمائی ہو اور اسے کبھی کبھار کے سوا نہ چھوڑا ہو تاکہ چھوڑنے کا جواز بیان کر دیں۔۔۔ **سنتِ غیر مؤکدہ**: اس قسم کا ضابطہ یہ ہے کہ جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ہمیشگی نہ فرمائی ہو، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اسے بعض اوقات کرتے ہوں۔ (الوجیز فی أصول الفقہ الإسلامی، ج 1، ص 340، دار الخیر للطباعۃ والنشر، دمشق)

نہر الفائق میں فتح القدیر کے حوالے سے ہے:

"ھی ما واظب علیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مع الترک احیاناً"

ترجمہ: (**سنتِ مؤکدہ**) وہ کام جس پر حضور علیہ السلام نے ہمیشگی اختیار فرمائی ہو چند مرتبہ ترک کرنے کے ساتھ۔ (نہر الفائق، جلد 1، صفحہ 36، ملتقطاً، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

رد المحتار میں ہے:

"یأثم لا لنفس الترک بل لأنہ استخفاف وعدم مبالاۃ **بسنۃ واظب علیھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مدۃ عمرہ، وھذا مطرد فی جمیع السنن المؤکدۃ**"

ترجمہ: گناہ، ترک کرنے کی وجہ سے نہیں ہوگا بلکہ اس لیے ہوگا کہ یہ اس سنت کو ہلکا جاننا اور اس سے لاپرواہی برتنا ہے جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنی پوری زندگی ہمیشگی فرمائی اور یہی قاعدہ تمام سننِ مؤکدہ میں جاری ہوتا ہے۔ (در مختار مع رد المحتار، ج 1، ص 474، دار الفکر)

یہی امام اہل سنت رحمہ اللہ نے بیان فرمایا: "ایک بدیہی بات، **سنیت کا ہے سے ثابت ہوتی ہے مواظبت حضور سید المرسلین** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **سے مطلقا یا مع الترک احیانا** اور وجوب کو کیا چاہیے، انکار علی الترک بھی یا صرف مواظبت دائمہ، اب دیکھ لیا جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے کس جماعت پر مواظبت فرمائی اور کس کے ترک پر نکیر آئی، ظاہر ہے کہ وہ جماعت اولیٰ ہی تھی **تو وجوب یا استنان موکد** اسی کا حکم ہے نہ مطلق ثانیہ کا۔" (فتاوی رضویہ، ج 7، ص 110، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

تکبیرِ انتقال پر نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے مداومت فرمانے کی دلیل بخاری کی یہ حدیث ہے:

"عن عمران بن حصین قال: صلی مع علي رضي الله عنه بالبصرة فقال: ذكرنا هذا الرجل صلاة كنا نصليها مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر **انه كان يكبر كلما رفع وكلما وضع**"

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بصرہ میں ایک مرتبہ نماز پڑھی پھر کہا کہ: ہمیں انہوں نے وہ نماز یاد دلا دی جو کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے، پھر کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جب کسی رکن کے لیے جھکتے یا کسی رکن سے اٹھتے تو اس وقت تکبیر کہتے تھے۔ (الصحیح البخاری، رقم الحدیث: 784)

اور وصال تک اس پر ہمیشگی رہی، اس بارے میں امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی مؤطا میں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں یہ روایت نقل کی ہے:

"كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكبر في الصلاة كلما خفض ورفع، **فلم تزل تلك صلاته حتى لقي الله**"

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نماز میں جب بھی جھکتے اور بلند ہوتے (یعنی رکوع و سجود میں جاتے اور اٹھتے) تو تکبیر کہتے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی نماز وصال تک اسی طرح رہی۔ (مؤطا امام مالک، ج 1، ص 76، دار احیاء التراث العربی)

اس حدیث کی شرح میں علامہ علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"(فلم يزل تلك) أي: تلك الصلاة المقترنة بذلك التكبير (صلاته حتى لقي الله تعالى)"

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم تکبیر انتقالات کے ساتھ ہی ہمیشہ نماز ادا فرماتے رہے حتی کہ دنیا سے تشریف لے گئے۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج 2، ص 668، دار الفکر)

حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے ایک بار بھی اس کا ترک ثابت نہیں، نہایہ میں ہے:

"فإن النبي صلى الله عليه وسلم۔۔۔لم يصل صلاة أيضا بدون رعاية سننها كرفع اليد عند التحريمة، **والتكبير عند كل خفض ورفع** وغيرهما حيث لم ينقل أحدا أنه صلى الله عليه وسلم ما رفع اليد عند التحريمة ولا ترك التكبير عند الخفض والرفع"

ترجمہ: بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے کوئی نماز بھی اس کی سنتوں کی رعایت کے بغیر ادا نہیں فرمائی، جیسے تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا اور ہر جھکنے اور اٹھنے کے وقت تکبیر کہنا وغیرہ، کیونکہ کسی ایک سے بھی یہ منقول نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے کبھی تحریمہ کے وقت ہاتھ نہ اٹھائے ہوں یا جھکنے اور اٹھنے کے وقت تکبیر چھوڑی ہو۔ (النہایہ فی شرح الہدایہ، ج 4، ص 71، مرکز الدراسات الإسلامیۃ۔ بجامعۃ أم القری)

(2) سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ میں ایک فرق یہ ہے کہ سنت مؤکدہ کے ترک سے کراہت و اساءت لازم آتی ہے جبکہ غیر مؤکدہ کے ترک سے اساءت لازم نہیں آتی اور کتب فقہ میں تکبیرِ انتقال کے ترک پر اساءت کا حکم صراحت کے ساتھ موجود ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ تکبیرِ انتقال سنتِ مؤکدہ ہے۔ چنانچہ کتب فقہ میں نماز کی سنن کی فصل میں اولاً سنن کا یہ حکم بیان کیا کہ ان کے ترک سے اساءت لازم آتی ہے اور انہی سنن میں تکبیر انتقال کو بھی شمار کیا، مثلاً در مختار میں ہے:

"(وسننها) ترك السنة لا يوجب فسادا ولا سهوا بل إساءة لو عامدا غير مستخف۔۔۔**(وتكبير الركوع و) كذا (الرفع منه)۔۔۔(وتكبير السجود و) كذا نفس (الرفع منه)**"

ترجمہ: (نماز کی سنتیں) سنت کو چھوڑنا نہ تو نماز کو فاسد کرتا ہے اور نہ ہی اس سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے بلکہ اگر جان بوجھ کر ہو اور استخفاف کے بغیر چھوڑا جائے تو اساءت لازم آتی ہے۔۔۔ (رکوع کی تکبیر کہنا اور) اسی طرح (رکوع سے اٹھتے وقت تسمیع کہنا)۔۔۔ (سجدے کی تکبیر کہنا اور) اسی طرح (سجدے سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہنا)۔ (در مختار مع رد المحتار، ج 1، ص 473 تا 476، دار الفکر)

ہاں! یہاں یہ اشکال ضرور تھا کہ در مختار میں سنن کے درمیان آداب بھی بیان کر دیے ہیں جس سے تکبیرِ انتقال کے متعلق بھی یہ احتمال

پیدا ہوگیا ہے کہ یہ سننِ غیر مؤکدہ، آداب و مستحبات میں سے ہو، لیکن فتاویٰ رضویہ میں تکبیرِ انتقال کے ترک پر اساءت و کراہت کا واضح حکم بیان کیا گیا جس سے تکبیرِ انتقال کا سننِ غیر مؤکدہ و آداب میں سے ہونے کا احتمال ساقط ہوگیا۔

امامِ اہلِ سنت رحمہ اللہ نے امام کے تکبیرِ انتقال چھوڑنے پر مقتدی کو امام کی مخالفت کرتے ہوئے ان کی ادائیگی کا حکم دیا اور ادا نہ کرنے پر اساءت و کراہت کا، چنانچہ لکھتے ہیں: "اسی طرح ترک سنّت میں امام کی پیروی نہیں **بلکہ موجبِ اساءت و کراہت ہے** اگر وہ چھوڑے مقتدی بجا لائے جبکہ اس کی بجا آوری سے کسی واجب فعل میں امام کی متابعت نہ چھوٹے و لہذا علماء فرماتے ہیں اگر امام وقتِ تحریمہ رفع یدین یا تسبیح رکوع و سجود **یا تکبیرِ انتقال** یا ذکر قومہ ترک کرے تو مقتدی نہ چھوڑے۔

کمانص علیه فی نظم الزندویسی والخانیة والخلاصة والبزازیة والهندیة وخزانة المفتین وفتح القدیر والغنیة والدرالمحتار وحاشیة الدرر للعلامة شرنبلالی وغیرها وهذا نص البزازیة ملخصا، تسعة اشیاء اذا ترک الامام اتی بها الماموم رفع الیدین فی التحریمة وتکبیرة الرکوع اوالسجود اوالتسبیح فیهما اوالتسمیع الخ

(ترجمہ: نظمِ زندویسی، خانیہ، خلاصہ، بزازیہ، ہندیہ، خزانۃ المفتین، فتح القدیر، غنیہ، درمختار اور حاشیہ درر للعلامہ شرنبلالی اور دیگر کتب میں اس پر تصریح ہے۔ عبارت بزازیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ نو(۹) ایسی اشیاء جن کو امام ترک کردے تو مقتدی ان کو بجالائے، تکبیر تحریمہ کے موقعہ پر ہاتھوں کا اٹھانا، رکوع یا سجدہ کے لئے تکبیر یا ان دونوں میں تسبیح یا تسمیع (سمع اللہ لمن حمدہ کہنا) الخ)۔" (فتاوی رضویہ، ج 6، ص 408، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: HAB-0718

تاریخ اجراء: 10 شعبان المعظم 1447ھ/30 جنوری 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net